جمعہ 27- نومبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے.

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL
61

213029

جمعہ 27- نومبر 1998ء 7 شعبان 1419 ہجری- 27- نبوت 1377 ھش جلد 48-83 نمبر 265

اصل زندگی آخرت کی ہے

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ احزاب کے وقت خندق کھود رہے تھے اور صحابہ مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر فرماتے تھے۔

اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے اور دوسری دل کی، آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا، مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے، اس لئے یہ ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہروقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے اور شیطان کے وساوس سے محفوظ رکھے۔

شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اسے خسر الدنیا والاخرۃ کر دیتا ہے۔ آخرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ رد ہو گیا اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا۔ اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 34)

آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو قربانیوں کی توفیق ملتی ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

پھر فرماتا ہے مومنوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ (-) وہ آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ یعنی وہ قربانیاں کرتے اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ان قربانیوں کا پھل انہیں زندگی میں بھی ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ آنے والی زندگی پر یقین رکھتے ہیں اور یہ یقین ان کے اندر اتنی جرات پیدا کر دیتا ہے کہ وہ قربانیوں کی آگ میں اپنے آپ کو بلا دریغ جھونک دیتے ہیں۔

دنیا میں بھی جب ایک سپاہی لڑائی میں جاتا ہے تو آخر کون سے فائدہ کے لئے جاتا ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ میں مارا جاؤں گا اور بسا اوقات وہ مارا جاتا ہے مگر فائدہ اس کی قوم اٹھاتی ہے۔ اسی طرح ماں جب اپنے بچے کو اپنا خون چوسا رہی ہوتی ہے تو اسے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہوتا ہے۔ دودھ کا ایک ایک گھونٹ ماں کے خون سے بنتا ہے۔ اس لئے ایک ایک گھونٹ جو بچے کے گلے سے اترتا ہے وہ درحقیقت ماں کا خون ہوتا ہے جسے وہ چوستا ہے۔ اگر تمہاری ماں تمہارے مونہہ میں اپنا دودھ نہ ڈالتی۔ اگر تمہاری ماں بھی یہی کہتی کہ میں اپنا خون کیوں چوسنے دوں تو تم زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ تمہاری ماں نے تمہیں اپنا خون دیا اس لئے کہ تم زندہ رہو۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم اپنا خون گراؤ تاکہ تمہاری اولاد اور تمہاری قوم اور تمہارا ملک زندہ رہے۔

بدر کی جنگ میں جو صحابیؓ شہید ہوئے تھے ان صحابیوںؓ نے دنیا کا کونسا سکھ دیکھا تھا۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا اور اپنے رشتہ داروں کو چھوڑا اپنے ساتھیوں کو چھوڑا اور پھر تیرہ برس تک کفار کے سخت ترین مظالم کا نشانہ بننے کے بعد ایک دکھتے ہوئے دل کے ساتھ، ایک رستے ہوئے زخم کے ساتھ انہوں نے مکہ کو بھی چھوڑ دیا اس امید کے ساتھ کہ انہیں پھر مکہ کی زیارت نصیب ہوگی۔ مگر ابھی ہجرت پر ڈیڑھ سال بھی نہیں گذرا تھا کہ وہ اپنے وطن سے دور۔ پرانے وطن سے بہت دور اور نئے وطن سے بھی میلوں دور ایک تپتے ہوئے ریت کے جنگل میں کفار کی تلوار سے کٹ کٹ کر تڑپنے لگ گئے۔ ان کے سر ایک طرف تھے اور دھڑ دوسری طرف۔ اگر یہ لوگ بھی یہی کہتے کہ ہم نے قربانی کر کے کیا لینا ہے پھل تو دوسرے لوگوں نے کھانا ہے تو اسلام کو وہ شان شوکت جو بعد میں اسے حاصل ہوئی کہاں حاصل ہو سکتی تھی۔

اسی طرح جنگ احد کا ایک واقعہ ہے۔ جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعبؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور زخمیوں کو دیکھو۔ وہ دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے اور آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنے متعلقین اور اعزاء کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔ حضرت سعدؓ نے مسکراتے ہوئے کہا میں منتظر ہی تھا کہ کوئی مسلمان ادھر آئے تو پیغام دوں۔ تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کرو کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے۔ اور اس کے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا سلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں۔ اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔ دیکھو ایسے وقت جب انسان سمجھتا ہو کہ میں مر رہا ہوں۔ کیا کیا خیالات اس کے دل میں آتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے میری بیوی کا کیا حال ہو گا۔ میرے بچوں کو کون پوچھے گا۔ مگر اس صحابیؓ نے کوئی ایسا پیغام نہ دیا۔ صرف یہی کہا۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے اس دنیا سے جاتے ہیں تم بھی اسی راستہ سے ہمارے پیچھے آجاؤ۔ ان لوگوں کے اندر یہی ایمان کی طاقت تھی جس سے انہوں نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا اور قیصرو کسریٰ کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔ قیصر روم حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کسریٰ نے اپنے سپہ سالار کو لکھا کہ اگر تم ان عربوں کو بھی شکست نہیں دے سکتے تو پھر واپس آجاؤ اور گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھو یہ گو ہیں کھانے والے لوگ ہیں ان کو بھی تم نہیں روک سکتے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ تو آدمی معلوم ہی نہیں ہوتے۔ یہ تو کوئی بلا ہیں۔ یہ تلواروں اور نیزوں کے اوپر سے کودتے ہوئے آتے ہیں۔

تو جو لوگ قربانیاں کرنے والے ہوتے ہیں وہ دنیا میں اپنا نام چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ مرجاتے ہیں مگر ان کا نام ان کی اولادوں کی حفاظت کرتا چلا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگلے جہان میں جو انہیں لازوال بدلہ ملے گا اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پس (-) اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مومنوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ قربانیوں کے میدان میں بڑھتے چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل یقین ہوتا ہے

(تفسیر کبیر جلد ہفتم ص 337)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت 2-50 روپے

مرتبہ حافظ عبدالحلیم صاحب

نمبر 26

اُردو کلاس کی باتیں

کلاس نمبر281
ریکارڈ شدہ 30- مئی 97ء

پیشگوئی مصلح موعود

پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مصلح موعود کہتے ہیں-

حضرت مسیح موعود نے پیشگوئی کی تھی کہ ایک ایسا بیٹا پیدا ہو گا-

جو اصلاح کرنے والا ہو گا بہت بڑی اصلاحیں کرے گا- میرے ابا جو دوسرے خلیفہ تھے انہوں نے کیا اصلاحیں کیں؟

اطفال الاحمدیہ' خدام الاحمدیہ' لجنہ اماء اللہ اور انصاراللہ ناصرات اور پھر انجمنیں تحریک جدید' وقف جدید- سب چیزوں میں یوں باندھ دیا جماعت کو کہ بھاگ کے کوئی جا نہیں سکتا تربیت اگر ماں باپ نہ کریں تو پھر اطفال سنبھال لیتے ہیں ناصرات والے سنبھال لیتے ہیں اور خدام پھر انصار- اس طرح خدا تعالیٰ کا جو وعدہ تھا وہ اس طرح پورا ہو گیا- حضرت مصلح موعود کو ایسی اصلاحوں کی توفیق ملی ہے جو اب قیامت تک جماعت کا حصہ بن گئی ہیں کبھی الگ نہیں ہو سکتیں- آئندہ سارا زمانہ گواہ رہے گا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا-

ایک نظم کا پس منظر

آپ کو جو نظمیں سنواتا ہوں میں اس کی ایک وجہ ہے کہ کچھ علم آپ کا بڑھتا ہے' الفاظ کی سمجھ آتی ہے اردو شعر کی سمجھ آتی ہے-

ہے حسن میں ضَو غم کے شراروں کے سہارے

یہ نظم جو ہے یہ میری ہے- چالیس سال پہلے یہ نظم میں نے لکھنی شروع کی تھی سوچو ذرا- اس سے بھی شاید زیادہ ہو گیا ہو گا- جب میں کالج میں تھا اس وقت ایک شعر پہلا آیا تھا میرے دماغ میں- جو اس کا پہلا شعر ہے- پھر آہستہ آہستہ بعد میں اپنی امی کے متعلق میں نے اسی طرز میں باتیں کہنی شروع کر دیں- میری امی جو تھیں ان کی خوبیاں تھیں جو میں نے اس میں پہلے بیان کی ہیں- ان کے متعلق جتنے مضمون آئے ہیں ان میں یہ بات ضرور لکھی ہوئی ہے کہ وہ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں-

کسی کی بچی بیمار ہو جائے ہمیں گھر میں چھوڑ کر وہاں پہنچ جایا کرتی تھیں- بعض دفعہ کئی کئی راتیں لوگوں کے گھر ٹھہرتی تھیں- بچے کی خدمت کے لئے- یہ ان کی خوبیاں تھیں جو میں نے پہلے شعروں میں لکھی ہوئی ہیں- وہ یہ کیا کرتی تھیں-

مثال کے طور پر اس میں یہ باتیں بھی ہیں- کہ اپنے گناہ کی فکر اللہ مجھے بخش دے لوگوں سے درخواستیں کرتیں-

اور جو گنہگار لوگ بے چارے ان کے لئے دعائیں کرتیں کہ وہ بھی بخشے جائیں- وہ سہارا ڈھونڈتے تھے ان کا- حضرت صاحب کے پاس جا جا کے سفارشیں کرتی تھیں- فلاں کے لئے درخواست' فلاں کے لئے' فلاں کے لئے- تو یہ ان کی عادت تھی- کہ

بخشش کے بھکاری- گنہگاروں کے سہارے

ایسے لوگ تھے جو اپنی بخشش کی بھیک مانگا کرتے تھے اور گنہگاروں کو سہارا دیتے تھے- لوگوں کو سکھ- خوشیاں دیتے تھے-

فرمایا:- یہ ان کی خوبیاں تھیں جس کی وجہ سے بہت لوگوں نے ان کو یاد کیا پھر-

اور آخری شعر میں اسی یاد کا ذکر ہے-

فرمایا:- بہت لوگ یاد کرتے تھے اتنا کہ مجھے حیرت ہوتی تھی پچیس پچیس' چالیس چالیس سال ان کی وفات کے بعد- بعض لوگ آتے تھے اور گلے لگ کے روتے تھے-

اس لئے میں نے سوچا کہ اس نظم میں ان کی چند باتیں محفوظ کر لوں-

خود مصیبت میں اور لوگوں کی مصیبت دور کرنا خود تکلیف میں اور ان کی تکلیف دور کرنا- خود اپنے گناہوں کی بخشش کا خیال' لوگوں کے لئے ان کی بخشش کی فکر- اور اپنے بچوں کی پرواہ کوئی نہیں تھی- ہم لوگوں کو چھوڑا ہوا تھا جس طرح پودے خود اگتے ہیں- اس میں مزہ بھی ہمیں بڑا تھا-

بچپن میں ہم لوگ آپ ہی اُگے ہیں جنگلی پودوں کی طرح- ان کا مجھے سہارا نہیں تھا- لیکن جب وہ فوت ہوئیں تو اللہ میاں نے سہارا دیا- اس نظم میں سارا قصہ ان کا ہے- ایسے لوگ جو مر جاتے ہیں جو اپنے بچوں کا نہیں دوسروں کا سہارا بن جاتے ہیں- تو ان کے بچوں کا سہارا کوئی ہوتا ہے کہ نہیں؟ اللہ ان کا سہارا بنتا ہے ان کو چھوڑتا نہیں-

باقی صفحہ 7 پر

جو گُل کبھی زندہ تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کلام

ہے حُسن میں ضَو غم کے شراروں کے سہارے
اِک چاند مُعلّق ہے سِتاروں کے سہارے
اک شُعلہ سا لرزاں ہے سرِ گورِ تمنّا
اِک غم جِئے جاتا ہے مزاروں کے سہارے
تُو رُوٹھ کے اُمّیدوں کا دِل توڑ گیا ہے
اے میری اُمنگوں کے سہاروں کے سہارے
ناداری میں ناداروں کے رکھوالے تھے کچھ لوگ
بخشش کے بِھکاری- گُنہگاروں کے سہارے
سُکھ بانٹتے پھِرتے تھے مگر کِتنے دُکھی تھے
بے چارگیٔ غم میں بچاروں کے سہارے
مرتے ہیں جب اللہ کے بندوں کے نِگہبان
رہتے نہیں کیا اُن کے دُلاروں کے سہارے؟
وہ ناوٴ' خدا بنتا ہے خود جس کا کھِوَیّا
پاگل ہے کہ ڈھونڈے وہ کناروں کے سہارے
کانٹوں نے بہت یاد کیا اُن کو خزاں میں
جو گُل کبھی زِندہ تھے بہاروں کے سہارے
کیا اُن کا بھَروسہ ہے جو دیتے تھے بھَروسے
لو- مر گئے جیتے تھے جو پیاروں کے سہارے
تُم جِن کا وسیلہ تھیں وہ روتی ہیں کہ تم نے
دَم توڑ کے توڑے ہیں ہزاروں کے سہارے
وہ. آخری ایام- وہ بہتے ہوئے خاموش
حرفوں کے بدن- اَشکوں کے دھاروں کے سہارے
بھیگی ہوئی' بُجھتی ہوئی' ٹُٹتی ہوئی آواز
اِظہارِ تمنّا وہ اِشاروں کے سہارے
وہ ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہنا دمِ رخصت
مَیں نے نہیں جینا نِگہداروں کے سہارے
وہ جِن کو نہ راس آئیں طبیبوں کے دِلاسے
شاید کہ بہل جائیں- نِگاروں کے سہارے
آ بیٹھ مرے پاس مرا دشتِ تہی تھام
مَت چھوڑ کے جا دَرد کے ماروں کے سہارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

احمد نیرؔ صاحب

"خطبہ الہامیہ" کا زبردست علمی نشان

11- اپریل 1900ء کو عیدالاضحیہ کی تقریب تھی- للہذا اس موقعہ پر سیالکوٹ، امرتسر، بٹالہ، لاہور، وزیر آباد، جموں، پشاور، گجرات، جہلم، راولپنڈی، کپور تھلہ، لودھیانہ، پٹیالہ، بمبئی، لکھنؤ، سنور، بہت سے مقامات سے مہمان آئے جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی-

حضرت اقدس مسیح موعود اس وقت تک متعدد عربی تصانیف فرما چکے تھے جن کی فصاحت و بلاغت نے عرب و عجم میں دھوم مچا رکھی تھی مگر عربی میں تقریر کرنے کی آپ کو آج تک نوبت نہیں آئی تھی- لیکن اس دن آپ کو صبح کے وقت بذریعہ الہام تحریک ہوئی کہ "آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی-" نیز الہام ہوا کلام افصحت من لدن رب کریم یعنی کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے- جناب الٰہی سے یہ ارشاد پاتے ہی آپ نے اپنے بہت سے خدام کو اس کی اطلاع کر دی نیز مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نورالدین صاحب کو ہدایت فرمائی کہ وہ عید کے وقت قلم و دوات اور کاغذ لے کر آئیں تا خطبہ قلمبند کر سکیں- آٹھ بجے تک بیت اقصیٰ قریباً پُر ہو چکی تھی- حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھ بجے تشریف لائے- سوا نو بجے عید کی نماز بیت اقصیٰ میں پڑھی گئی جو مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھائی- نماز کے بعد حضور کے لئے بیت کے پرانے صحن میں جنوبی ڈاٹ کے آگے کرسی رکھ دی گئی- حضور خطبہ کے لئے بیت کے وسطی دروازہ میں کھڑے ہوئے اور اردو میں ایک لطیف اور پر معارف خطبہ ارشاد فرمایا- اردو خطبہ کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب حضور کے بائیں طرف بیٹھ گئے- حضور نے کھڑے ہو کر "یا عباد اللہ" کے لفظ سے فی البدیہہ عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا- آپ نے ابھی چند فقرے ہی کہے تھے کہ حاضرین پر جن کی تعداد کم و بیش دو سو تھی وجد کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی- محویت کا یہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے خطبہ کی تاثیر کا وہ اعجازی رنگ پیدا ہو گیا کہ اگرچہ مجمع میں عربی دان معدودے چند تھے مگر سامعین ہمہ تن گوش تھے- غرض یہ ایک نہایت روح پرور نظارہ تھا- حضرت مسیح موعود کی حالت یہ تھی کہ آپ کی شکل و صورت زبان اور لب و لہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ آسمانی شخص ایک دوسری دنیا کا انسان ہے جس کی زبان پر عرش کا خدا کلام کر رہا ہے خطبہ کے وقت آپ کی حالت اور آواز میں ایک تغیر محسوس ہوتا تھا- ہر فقرہ کے آخر میں آپ کی آواز بہت دھیمی اور باریک ہو جاتی تھی- اس وقت آپ کی آنکھیں بند تھیں- چہرہ سرخ اور نہایت درجہ نورانی-

خطبہ کے دوران میں حضور نے خطبہ لکھنے والوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئے تو اسی وقت پوچھ لیں ممکن ہے کہ بعد میں خود بھی بتا نہ سکوں- پھر اس قدر تیزی سے آپ کلمات بیان فرماتے تھے کہ زبان کے ساتھ قلم کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا- ان ہر دو وجوہ سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو خطبہ نویسی کے لئے مقرر تھے بعض دفعہ الفاظ پوچھنا پڑتے تھے- چنانچہ خطبہ میں جب خناطیل کا لفظ آیا تو انہیں اس کے متعلق دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی- یہ تو وہ تاثر تھا جو سامعین لے رہے تھے مگر خود حضرت اقدس جو اس وقت آسمانی انوار و برکات کے مہبط و مورد تھے آپ کے اندر اس وقت اتنی غیبی قوت کام کر رہی تھی کہ جیسا کہ آپ نے بعد ازاں بتایا کہ آپ یہ امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ میں بول رہا ہوں یا میری زبان سے فرشتہ کلام کر رہا ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس کلام میں میرا دخل نہیں خود بخود برجستہ فقرے آپ کی زبان پر جاری ہوتے تھے- بعض اوقات الفاظ لکھے ہوئے بھی نظر آ جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ ایک نشان تھا- اس طرح جوں جوں آپ پر کلام اترتا گیا آپ بولتے گئے یہ سلسلہ کافی وقت تک جاری رہا جب یہ کیفیت زائل ہو گئی تو حضور نے خطبہ ختم کر دیا اور آپ کرسی پر تشریف فرمائے ہوئے-

دعاؤں کی قبولیت

حضرت اقدس نے عید سے ایک روز قبل حضرت مولوی نورالدین صاحب کو لکھا تھا کہ جتنے دوست یہاں موجود ہیں ان کی فہرست بھجوا دیں تاکہ میں ان کے لئے دعا کر دوں- چنانچہ حضرت مولوی موصوف نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں (جو اس وقت ہائی سکول تھا) لوگوں کو جمع کیا اور ایک کاغذ پر سب دوستوں کے نام لکھوائے اور حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا دیئے اور حضور بیت الدعا میں سارا دن دروازے بند کر کے معروف دعا رہے- حضرت نے خطبہ ختم کرنے کے بعد اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل کل عرفہ کے دن اور عید کی رات میں جو میں نے دعائیں کی ہیں ان کی قبولیت کے لئے یہ خطبہ بطور نشان رکھا گیا تھا یعنی اگر میں یہ خطبہ عربی زبان میں ارتجالاً پڑھ گیا تو ساری دعائیں درگاہ الٰہی میں قبول ہو گئیں-

اردو میں ترجمہ

حضور کے اعجازی خطبہ کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب دوستوں کی درخواست پر خطبہ کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے- ایک زبان کے خیالات دوسری زبان میں منتقل کرنا ایک نہایت مشکل امر ہے- مگر روح القدس کی تائید سے آپ نے اس فرض کو اس خوبی سے ادا کیا کہ ہر شخص عش عش کر اٹھا- مولوی صاحب موصوف ابھی اردو ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت اقدس فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں گر گئے- آپ کے ساتھ حاضرین نے بھی سجدہ شکر ادا کیا- سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ "ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ **مبارک** یہ گویا قبولیت کا نشان ہے-

خطبہ کو حفظ کرنے کی تحریک

خطبہ چونکہ ایک زبردست علمی نشان تھا- اس لئے اس کی خاص اہمیت کے پیش نظر حضرت مسیح موعود نے اپنے خدام میں تحریک فرمائی کہ اسے حفظ کیا جائے- چنانچہ اس کی تعمیل میں صوفی غلام محمد صاحب، حضرت میر محمد اسماعیل صاحب، مفتی محمد صادق صاحب اور ان کے علاوہ بعض اور احباب نے اسے زبانی یاد کیا- بلکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیت مبارک کی چھت پر مغرب و عشاء کے درمیان حضرت مسیح موعود کی مجلس میں بھی اسے زبانی سنایا- حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو انتہا درجہ ادبی ذوق رکھتے تھے وہ تو اس خطبہ کے اتنے عاشق تھے کہ اکثر اسے سناتے رہتے تھے اور اس کی بعض عبارتوں پر تو وہ ہمیشہ وجد میں آ جاتے- مولوی صاحب ایسے بلند پایہ عالم کو خطبہ الہامیہ کے اعجازی کلام پر وجد آنا ایک طبعی بات قرار دی جا سکتی ہے مگر خدا کی طرف سے ایک تعجب انگیز امر یہ پیدا کہ تقریر سننے والے بچے بھی اس کی جذب و کشش سے خالی نہیں تھے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا بیان ہے کہ وہ دن جس میں یہ تقریر کی گئی ابھی ڈوبا نہیں تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے جن کی عمر بارہ سال سے بھی کم تھی اس کے فقرے قادیان کے گلی کوچوں میں دہراتے پھرتے تھے جو ایک غیر معمولی بات تھی-

خطبہ الہامیہ کی اشاعت

یہ خطبہ اگست 1901ء میں شائع ہوا- حضور نے نہایت اہتمام سے اسے کاتب سے لکھوایا- فارسی اور اردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے- اصل خطبہ کتاب کے اڑتیسویں صفحہ پر ختم ہو جاتا ہے جو کتاب کے باب اول کے تحت درج ہے- اگلا حصہ آخر تک عام تصنیف ہے جس کا اضافہ حضور نے بعد میں فرمایا- اور پوری کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا- جب یہ کتاب شائع ہوئی تو بڑے بڑے عربی دان اس کی بے نظیر زبان اور عظیم الشان حقائق و معارف پڑھ کر دنگ رہ گئے- حق تو یہ ہے کہ مسیح موعود کا یہ بہت بڑا علمی نشان ہے-

خطبہ الہامیہ کے متعلق

ایک وضاحت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی اس خطبہ کے متعلق رائے یہ ہے کہ "خطبہ الہامیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس خطبہ کا لفظ لفظ الہام ہوا بلکہ یہ کہ وہ خدا کی خاص نصرت کے ماتحت پڑھا گیا اور بعض بعض الفاظ الہام بھی ہوئے" حضرت مسیح موعود کے طرز عمل سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضور نے اپنے الہامات میں خطبہ الہامیہ کے ابتدائی باب کو کہیں شامل نہیں فرمایا-

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 91)

خطبہ الہامیہ کا اصل متن

خطبہ الہامیہ کا اصل متن جو آپ نے ارتجالاً ارشاد فرمایا روحانی خزائن جلد نمبر 16 کے صفحہ 31 سے صفحہ 73 تک پھیلا ہوا ہے جبکہ اس کے بعد کے باقی چار ابواب اور دوسرے اشتہار اور حواشی آپ نے مئی 1900ء سے لے کر اکتوبر 1902ء تک کے درمیانی عرصے میں تصنیف فرمائے اور اکتوبر 1902ء کے بعد اس کتاب کی اشاعت مکمل ہوئی-

خطبہ الہامیہ کے اہم

نکات و معارف

حضرت مسیح موعود نے خطبہ کے آغاز میں ہی اللہ کے نیک بندوں اور عقلمندوں کو اپنا مخاطب بنایا ہے اور قربانی کی اہمیت بیان فرمائی اور انہیں خدا کے قرب اور اس سے ملاقات کا ذریعہ بتایا ہے-

آپ نے عربی لفظ نسیکہ "قربانی" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد صرف ظاہری طور پر جانوروں وغیرہ کی قربانی ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری تمام نفسانی اور بے جا خواہشوں کی قربانی ہے اور ہمارے نفس امارہ کی قربانی ہے جس کے بعد ہم تمام مشکلات سے چھٹکارا اور آخرت میں نجات پا سکتے ہیں-

حقیقی فرمانبردار وہی ہے جو اپنے نفس کی اونٹنی کو خدا کے حضور ذبح ہونے کے لئے گرا دیتا ہے اور پرہیزگاری کی روح سے قربانی کی روح ادا کرنے والا پہلے سالک کا درجہ پاتا ہے پھر بالترتیب عارف، متقی اور ولی کہلاتا ہے- جس کے بعد انسان مزید تقویٰ میں ترقی کر کے فناء کے مرتبہ کو پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ کی تجلیات کا وارث بنتا ہے، جس سے اس کی باقی بشری کمزوریاں ختم کر کے اسے خلافت کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے اور وہ خدائی صفات سے متصف ہو کر اس کی مخلوق کے لئے نجات اور خدا کے انعامات کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے-

آپ نے فرمایا-

کہ یہ قربانیاں ہمارے لئے سواریاں ہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں بڑھاتی

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ بشیر احمد احقر صاحب

دکھ سکھ۔ ان کی حقیقت و حکمت

اس دنیا میں کون ایسا ہو گا جسے سکھ ہی سکھ ملے ہوں اور جس پر کبھی بھی دکھوں اور غموں کا سایہ نہ پڑا ہو۔ اگرچہ بعض دیکھنے والے یہ محسوس کرتے ہیں کہ فلاں شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ اسے تو کوئی غم نہیں ہے بلکہ اسے خوشیاں ہی خوشیاں حاصل ہیں۔ لیکن یہ نقطہ نظر قطعی نادرست اور انتہائی نامناسب ہے۔ "جس تن لاگے سو تن جانے" کے مصداق ہر کسی کو اپنے حالات کا بہتر علم ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے مسائل اور پریشانیاں دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا یعنی اسے ہر وقت اپنی مشکلات کا ڈھنڈورا پیٹنے کی عادت نہیں ہوتی لیکن خود اسے ان کا اچھی طرح ادراک ہوتا ہے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بندہ گلے شکوے نہیں کرتا بلکہ ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا رہتا ہے لیکن کبھی کبھار اسے بھی غم و دکھ کی اذیت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ایمان کی مضبوطی کی بنا پر وہ انہیں دوسروں کی نسبت کہیں کم محسوس کرتا ہے۔ آسانی کے بعد تنگی اور تنگی کے بعد آسانی تو ارشاد الٰہی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان بہت ہی ناشکرا ہے۔ یعنی مجموعی طور پر انسانوں میں شکر نہ کرنے کی عادت ہے۔ سکھ ملنے پر شکر کم ادا کرتا ہے۔ لیکن جوں ہی کوئی دکھ پہنچے ناشکری کے کلمات اس کی زبان سے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس طرح دکھوں میں بھی اس کی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ جسے معمولی غور و فکر کرنے سے باآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

سب سے اول یہ کہ دکھوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی بندہ کس حال میں ہے۔ بلکہ اس میں اور بہت سے راز پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ' جس کی دکھوں کے ذریعے آزمائش کرنا مقصود ہو صبر و شکر کا مظاہرہ کرتا ہے تو دیکھنے والوں پر اس کی صفات منکشف ہوتی ہیں اور وہ مخلوق میں سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ بڑے چھوٹوں سے کوئی چیز بطور آزمائش لے کر اس سے کئی گنا زیادہ عطا کر دیا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وہ بندے کبھی نہیں دعویٰ کرتے کہ وہ آزمائش میں سے گذر رہے ہیں۔ وہ تو اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتے ہوئے استغفار اور توبہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ البتہ وہ لوگ جو انہیں دیکھتے ہیں اور ان کے حال اور ماضی سے باخبر ہوتے ہیں اسے آزمائش رب غفور خیال کرتے ہیں۔

انسان کو دکھوں کی بھٹی میں ڈالنے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے خفتہ خواص ظاہر ہوں اور عوام پر آشکار ہو جائیں۔ رحمت الٰہی دکھوں کی شکل میں اس فرد پر اس طرح وارد ہوتی ہے کہ اس کی شخصیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء' اولیاء باقی لوگوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ آزمائشوں اور ابتلاؤں میں سے گذارے جاتے ہیں۔ (ان میں انہیں برداشت کرنے کی طاقت بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے)

لیکن بعض دکھ اور غم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور سزا اور عذاب بھی نازل ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عذاب اور انعام کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے۔ جو بندے اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی بنا پر اس کے حقدار ہوتے ہیں' ان پر غضب الٰہی دکھوں اور غموں کی شکل میں وارد ہوتا ہے اس میں بھی اس کی رحمت اس رنگ میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ وہ اسی دنیا میں سزا پالیں اور عذاب آخرت سے کسی قدر محفوظ رہیں۔ ان پر دکھوں کے درمیان سکھ کے چند لمحے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کی طرح آتے ہیں جو ان کی تکلیف کو اور بھی دوچند کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ بھوکے کو معمولی غذا دی جائے جس سے اس کی اشتہا اور بھی بھڑک جائے اور تکلیف کا موجب ہو۔

انسان کو دکھ پہنچنے میں رحمت الٰہی اس طرح بھی کار فرما ہوتی ہے کہ اگر کسی انسان نے کبھی غم کا مزا ہی نہ چکھا ہو تو اسے خوشی اور راحت کا تصور نہیں رہتا۔ اسے چین اور سکون کی کوئی قدر نہیں رہتی۔ جیسے کہ گوشت روزانہ کھانے والوں کو رفتہ رفتہ اس کی عادت ہو جاتی ہے اور چنداں لطف باقی نہیں رہتا۔ (اسی لئے جنتیوں کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے درجات متواتر بلند کئے جاتے رہیں گے) البتہ اگر یہ نعمت وقفے وقفے سے نصیب ہو تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پانی پینے کا مزہ بھی پیاس لگنے پر موقوف ہے۔ جس کی رنج و غم سے کبھی آشنائی نہ ہو وہ خوشی اور راحت کو درست طور پر محسوس کر سکتا ہے اور نہ ہی اس سے صحیح طور پر لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جب خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اس کا کوئی بندہ اپنی بعض بشری کمزوریوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کی اخلاقی حالت روز بروز تنزل پذیر ہے تو اس رحیم و کریم کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس بندے پر دکھوں کی شکل میں وارد ہوتی ہے۔ دکھ کا جھٹکا لگتے ہی وہ فوراً سنبھل جاتا ہے اور اپنے فعل یا افعال سے کنارہ کش ہونے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اگر اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جاتا تو امکان قوی تھا کہ وہ گناہوں کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا اور آخر کار مکمل تباہی اس کا مقدر بن جاتی۔ البتہ بعض بدقسمت ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس تنبیہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور اپنی روش کو نہیں چھوڑتے اور اس طرح حجت پوری ہونے کے بعد اپنے انجام منطقی کو پہنچتے ہیں۔ ان کی مثال اس طرح ہے کہ رحمت الٰہی باران کی شکل میں زمین پر گرتی ہے عام طور پر زمین اس کا بہت اچھا اثر لیتی ہے۔ اس سے گویا دوبارہ زندگی پاتی ہے۔ لیکن اسی زمین پر بعض جگہ پتھر بھی ہوتے ہیں۔ جب ان پر پانی پڑتا ہے تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ وہ رحمت الٰہی کو جذب کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔

ایک اور اہم فائدہ دکھوں کے نازل ہونے کا یہ ہوتا ہے کہ ایک غم زدہ انسان دوسروں کے دکھوں کو محسوس کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ اپنے اندر زیادہ جذبات ہمدردی پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے ضرورت مند اور پریشان بھائیوں کی مدد میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ دکھی افراد سے انحراف کے جرم سے محفوظ رہتے ہیں۔

جب ان بندوں پر' جو بطور سزا اس دنیا میں دکھوں میں ڈالے جاتے ہیں' کبھی سکھ کی کچھ ٹھنڈی ہوا بھیجی جاتی ہے تو اس کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں سکھ کے لمحات میسر ہونے پر یہ شوق اور توجہ پیدا ہو کہ وہ بھی اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے نتیجے میں ان خوشگوار گھڑیوں کے لمبے عرصہ کے لئے بلکہ ہمیشہ کے لئے وارث ہو جائیں۔ دوسرے یہ بھی کہ ایسے لوگوں پر ایک ہلکی پھوار کی طرح یہ آسائش ڈالی جائے۔ اس کے نتیجے میں انہیں دوبارہ اپنی اصل جگہ یعنی غموں کی دنیا' میں واپس جاتے ہوئے شدید دکھ محسوس ہو۔ جس طرح سخت گرمی کے موسم میں محض ایک چھینٹا پڑنے کے بعد بارش رک جائے تو غضب ہو جاتا ہے اور موسم پہلے سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ یا پھر کئی وقت کے بھوکے کو غذا دکھا کر یا پھر صرف ایک آدھ لقمہ دے کر ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ اس طرح اس کی اشتہا بڑھ کر مزید بے چینی و بے قراری کا سبب بنتی ہے۔

جیسے کہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اگر انسان پر ہمیشہ ایک ہی حالت وارد رہے تو وہ رفتہ رفتہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ پھر وہ سکھ اس کے لئے سکھ نہیں رہتا۔ اس حالت کو بدلنے کے لئے قدرت نے دو طریق مقرر کر رکھے ہیں۔ یا تو اسے ترقی دے کر اعلیٰ حالت تک پہنچایا جاتا ہے۔ یا پھر معمولی سا دکھ دے کر دوبارہ سکھ کی طرف لایا جاتا ہے۔ تاکہ اسے سکھ کی قدر ہو اور وہ دوبارہ اس سے لطف اندوز ہونا شروع کر دے۔ اگر رحمت الٰہی اس طرح نازل نہ ہو تو انسانی زندگی یکسانیت کا شکار ہو کر رہ جائے اور بیزاری ہی بیزاری اس کا مقدر بن جائے۔ جس طرح پانی پینے سے پہلے پیاس کا ہونا ضروری ہے اور بھوک کے بغیر کھانے کا کوئی مزا نہیں رہتا۔ انسان سانس لے رہا ہوتا ہے۔ اسے شاید ہی کبھی یہ خیال آتا ہو کہ وہ کتنی آسانی سے حیات انسانی کا اہم ترین فعل انجام دے رہا ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے اس میں کوئی ادنیٰ سی بھی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر اسے اس نعمت کی قدر ہوتی ہے۔ اس طرح دکھوں کے بعد سکھوں کی گھڑیاں گذارنے والے ان سے کہیں زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں جن پر کبھی ویسا وقت نہ آیا ہو۔

کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اس کے اصل روپ میں دیکھنا ہو تو اسے اس وقت دیکھیں جب وہ غصے کی حالت میں ہو۔ اسی طرح جب دکھ کسی انسان پر غلبہ پالیتے ہیں تو وہ اپنی اصل شکل ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس طوفان سے سرخ رو نکلتے ہیں بلکہ دکھ انہیں کچھ دے کر ہی رخصت ہوتے ہیں۔ یعنی وہ دکھوں کی آگ کی بھٹی میں تپ کر کندن بن جاتے ہیں۔ صبر عظیم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یوں اپنے مالک حقیقی کے قریب تر ہونے کا شرف حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جو بدقسمت دکھوں کے وقت جلد بازی اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ اس مقام کو ہرگز نہیں پا سکتے جو ان کے ساتھیوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اس طرح دکھ کھرے اور کھوٹے کی پہچان کے لئے ایک عمدہ کسوٹی ثابت ہوتے ہیں۔

اگر یہ معلوم کرنا مقصود ہو کہ کون اللہ کا بندہ آزمائش میں سے گذر رہا ہے اور کس پر یہ دکھ غضب الٰہی کی شکل میں نازل ہو رہے ہیں تو یہ بھی کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے۔ سب سے اول تو متعلقہ فرد کا ردعمل ہے۔ اگر صبر و رضا کا نمونہ نظر آرہا ہے۔ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جا رہا ہے اور اس وقت کے گذرنے کے بعد حالت پہلے سے بہتر معلوم ہوتی ہے تو لازماً یہ آزمائش تھی۔ لیکن اس کے برعکس اگر شکوے اور شکایتیں ہو رہی ہیں اور بے چینی کی انتہا ہے اور اس وقت کے گذرنے کے بعد حالت پہلے سے بھی زیادہ ابتر معلوم ہوتی ہے تو کوئی شک نہیں کہ یہ عذاب الٰہی تھا۔

اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض طبائع بہت زیادہ سخت مزاج اور اذیت پسند ہوتی ہیں۔ اگر انہیں آزاد کر دیا جائے تو یقینی طور پر مخلوق خدا ان سے بری طرح تنگ ہو جائے اور لاتعداد لوگوں کو ان سے گزند پہنچے۔ اس کے نتیجے میں وہ خود بھی گناہوں میں بری طرح ڈوب ڈوب جائیں۔ اس لئے قدرت الٰہی ان پر اکثر وقت کوئی نہ کوئی بوجھ تکلیفوں وغیرہ کی شکل میں ڈالے رکھتی ہے تاکہ ان کا دھیان کسی اور طرف جانے ہی نہ پائے اور وہ ہمہ وقت اپنی الجھنوں میں پھنسے رہیں۔ اس طرح وہ لاتعداد زیادتیوں اور گناہوں سے محض اس وجہ سے بچے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے جو ہر دکھانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس بات کا اعتراف ان لوگوں کو خود بھی ہوتا ہے اور لوگوں سے ذکر کرتے رہتے ہیں کہ قدرت نے انہیں قابو میں رکھا ہوا ہے ورنہ وہ نہ معلوم کیا کچھ کر گذریں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوسف سہیل شوق صاحب

ربوہ

چند اہم اور قابل دید ادارے

جماعت احمدیہ کے مطالعہ کا ایک اہم ذریعہ یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو یہ کہا جائے کہ وہ ازخود ربوہ کی سیر کرے۔ اور چل پھر کر خاموشی کے ساتھ یہ معلوم کرے کہ ربوہ کے اندر کیا سرگرمیاں ہیں۔ کون سے ادارے ہیں اور یہاں کے لوگوں کا طریق زندگی کیا ہے۔ اس دورے سے ازخود جاننے والے کو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ ربوہ کیا ہے، جماعت احمدیہ کیا ہے اور اس کے مکین کیسے ہیں۔

ربوہ کی سیر کے ضمن میں آج کے اس مضمون میں یہ بتانا مقصود ہے کہ ربوہ کی چند چیدہ چیدہ عمارات کیا ہیں۔ ان کا نظام زندگی اور طرز حیات کیا ہے۔ یہ مختصر مضمون ربوہ کی تمام اہم عمارات اور اداروں کا تعارف تو نہیں کرا سکتا تاہم چند منتخب عمارات اور اداروں کے بارے میں ضروری معلومات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود

دارالضیافت

ربوہ آنے والے کو عموماً سب سے پہلے جس عمارت سے سابقہ پڑ سکتا ہے وہ حضرت مسیح موعود کا جاری کردہ لنگر خانہ ہے۔ جسے دارالضیافت بھی کہا جاتا ہے۔ لنگر خانے کی ابتداء قادیان سے ہوئی اور قادیان میں بھی حضرت مسیح موعود کے مقدس گھر سے ہوئی۔ اس وقت آنے والے مہمانوں کو حضرت مسیح موعود کے گھر سے کھانا بھجوایا جاتا تھا۔ بعد ازاں مہمانوں کے بڑھنے پر اسے الگ ادارہ کی حیثیت دے دی گئی۔

تقسیم پاک وہند کے بعد ربوہ آباد ہوا تو ابتدائی طور پر لنگر خانہ بیت مبارک کے سامنے واقع چند کمروں پر مشتمل تھا۔ جہاں تام چینی کی پلیٹوں اور مٹی کے آب خوروں یا دیگر برتنوں میں مہمانوں کو کھانا پیش کیا جاتا تھا۔ کھانے کے مینو اس وقت بھی حسب معمول ایک وقت آلو گوشت اور ایک وقت دال ہوا کرتا تھا۔ مریضوں کے لئے پرہیزی کھانے کا الگ انتظام ہوتا تھا۔

آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود ایک وسیع و عریض عمارت پر مشتمل ہے جس میں مہمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے ہر سال دو سال کے بعد مزید اضافے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اصل بڑی عمارت کے ساتھ جدید بلاک الگ بنایا گیا۔ پھر وہ ناکافی ہوا تو جدید بلاک کی دوسری منزل تعمیر ہوئی۔ مین بلاک کی بلڈنگ کی ساری خالی جگہ مکمل ہوئی تو اس کی دوسری منزل کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور تعمیرات اور ترقی کا یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے آنے والے وقتوں میں خدا جانے لنگر خانے کی عمارت کتنی منزلہ ہوگی اور اس میں کیا کیا سہولتیں میسر ہوں گی سردست موجودہ عمارت اور موجودہ تفاصیل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لنگر خانہ میں چوبیس گھنٹے، دن رات، مہمانوں کی رہائش اور طعام کا انتظام موجود رہتا ہے۔ لنگر خانے کی روایت اور حُسن انتظام کا یہ اہم پہلو ہے کہ مہمان اگر دن اور رات کے کسی لمحے بھی آئے تو اسے گرم کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں اوسطاً 45 ہزار مہمان سالانہ آتے رہے۔ ان میں وہ مہمان بھی شامل ہیں جو تھوڑا وقت ٹھہرے۔ یا زیادہ دن قیام کیا۔

لنگر خانہ کی ایک اہم خدمت جو خدمت خلق کے اعتبار سے اور کارکردگی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے اور جماعت احمدیہ کے اعلیٰ اخلاقی معیار کی جھلک اپنے اندر لئے ہوئے ہے وہ ہے بیرون از ربوہ سے آنے والے جنازوں کے موقع پر غم زدہ احباب وخواتین کی مہمان نوازی، ان کو کھانے اور رہائش کی مشکلات سے یکسر آزاد کر دینا۔ اور فوت شدہ عزیز کی میت کی قبل از تدفین دیکھ بھال اور شدید گرمیوں میں جبکہ میت کو چند گھنٹے بھی رکھنا مشکل ہوتا ہے ایک علیحدہ کمرہ بنایا گیا ہے جس میں میت کو رکھا جاتا ہے اس میں دو ایئر کنڈیشنر لگے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ کمرہ کو ٹھنڈا رکھا جاتا ہے۔ اور میت محفوظ رہتی ہے۔

ربوہ میں فوت ہونے والوں کے لواحقین کو نظام کی سفارش پر دو وقت کا کھانا مہیا کر دیا جاتا ہے۔

لنگر خانہ کو بھرپور خدمت کا موقعہ تو اس وقت ملتا تھا جب ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ اب عرصہ 15 سال سے یہ حسین لمحات دوبارہ نہیں آئے۔ جب بھی اللہ کا حکم ہوگا پھر یہ زندگی بخش ساعتیں ضرور آئیں گی۔ تاہم اب بھی ربوہ میں مختلف جماعتی تقریبات کے موقع پر دارالضیافت کے 65 سے زائد کارکن احباب جماعت کی بھرپور خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں۔

دارالضیافت میں جدید سہولتوں پر مشتمل ایک سو سے زائد کمرے ہیں جن میں 500 کے قریب مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام ہے۔ جملہ انتظامات کو چار حصوں میں تقسیم کر کے انہیں اے، بی، سی، ڈی بلاکوں کا نام دیا گیا ہے۔

کچن میں روٹی پکانے کی آٹومیٹک مشینیں موجود ہیں جن میں آٹا چھاننے، گوندھنے اور روٹی پکانے کا انتظام موجود ہے۔ روٹی پکانے کی یہ مشینیں احمدی انجینئروں کے کمال فن کا شاہکار ہیں۔ ماضی میں تنور پر روٹی پکتی تھی مگر مہمانوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے تنور ناکافی ہونے لگے تو تیز رفتار مشینوں نے ان کی جگہ لے لی۔ اب دارالضیافت میں روزانہ مشینوں پر روٹی پکائی جاتی ہے۔ مہمانوں کی تعداد اگر زیادہ ہو تو 25 دیگیں بیک وقت پکانے کا انتظام موجود ہے۔ یہ تعداد 5 ہزار مہمانوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے روٹی پکانے والی مشینوں پر دو ہزار روٹی فی گھنٹہ پکائی جاتی ہے۔

دارالضیافت کے بڑے دروازے سے اندر داخل ہونے کے بعد چند قدم کے فاصلے پر ایک خوبصورت شیشوں والا کمرہ نظر آتا ہے۔ جس پر استقبالیہ لکھا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پر آنے والے مہمانوں کے استقبال کے لئے کارکنان ہمہ وقت، چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں، اس وسیع و عریض کمرے میں دیواروں کے ساتھ صوفے لگے ہیں۔ فرش پر دری بچھی ہے اور سامنے ٹی وی لگا ہے جس پر ہر وقت ایم ٹی اے کی نشریات جاری رہتی ہیں۔

دارالضیافت میں 6 ڈائننگ ہال ہیں۔ ایک ڈرائنگ روم ہے۔ آٹھ گراسی پلاٹ ہیں۔ اضافی چارپائیوں کا وسیع ذخیرہ ہے۔ بجلی بند ہونے کی صورت میں طاقتور جنریٹر کی سہولت موجود ہے۔ جملہ انتظامات کی نگرانی نائب ناظر ضیافت مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب کے سپرد ہے جو دل کے پانچ بائی پاس کرانے کے باوجود دن رات اسی ہمت و جواں مردی سے ڈیوٹی پر موجود ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی اور عملہ دارالضیافت کے دیگر جاں نثار کارکنوں کی محنتیں قبول کرے اور ان کو دن دونی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین۔

بیوت الحمد کالونی

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک و مقدس دور خلافت کی پہلی مالی تحریک بیوت الحمد کے قیام کی تحریک تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ زمام خلافت سنبھالنے کے چند ماہ بعد سپین میں ساڑھے سات سو سال کے عرصہ کے بعد تعمیر ہونے والی پہلی بیت الذکر بیت بشارت کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ اور واپسی پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بیت الذکر کی تعمیر کے شکرانے کے طور پر بیوت الحمد کی تحریک پیش فرمائی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو دنیا بھر میں عظیم الشان بیوت الذکر تعمیر کرنے کی جو توفیق عطا فرمائی ہے اس کے شکرانے کے طور پر 100 ضرورت مند مستحقین کے لئے مکانات تعمیر کر کے بلا معاوضہ ان کو رہنے کے لئے دیئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے ابتدائی طور پر حضرت صاحب نے ایک کروڑ روپے کی مالی سکیم کا اعلان فرمایا۔ خلافت رابعہ کی پہلی مالی تحریک میں احباب جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور مقررہ رقم سے کہیں زیادہ رقم اپنے امام کے قدموں میں لا کر رکھ دی۔ لیکن مکانات کی تعمیر کے اخراجات دنوں اور ہفتوں میں اتنی تیز رفتاری سے بڑھتے گئے کہ موصولہ رقم ان مکانات کی تعمیر کے لئے ناکافی ہوتی گئی۔ تاہم اب بھی ان میں سے 80 چھوٹے اور چند بڑے کوارٹر تعمیر ہو کر آباد ہو چکے ہیں۔ بیوت الحمد کالونی ربوہ کے حسن اور خوبصورتی میں ایک اہم اور گراں قدر اضافہ ہے۔ ابھی بھی احباب جماعت کے تعاون کی ضرورت ہے تاکہ اس سکیم کو مکمل کر کے 100 مکانات تعمیر کرنے کا ہدف پورا کیا جا سکے۔

اس کالونی میں تمام سڑکیں پکی ہیں۔ پانی و بجلی کا انتظام موجود ہے۔ ایک بیت الذکر، بچوں کا سکول، پارک اور ایک فری ہومیو پیتھی ڈسپنسری موجود ہے۔ تعمیر شدہ مکانات جدید نقشے کے مطابق خوبصورتی سے تعمیر کئے گئے ہیں۔ کمروں میں چپس کے فرش ہیں۔ لیٹرین میں فلش سسٹم لگا ہے۔ کمرے ہوادار اور خوبصورت ہیں۔

بیت الکرامہ

بیت الکرامہ دارالضیافت کا ہی شعبہ ہے جو الگ عمارت میں ہے اس میں 7 بڑے کمرے، ہال اور کچن کے علاوہ بہت سی دوسری سہولتیں موجود ہیں۔ بڑی عمر کے وہ احباب جن کی اولاد نرینہ نہ ہو، مالی وسعت نہ ہو، شادی نہ کی ہو علیحدگی ہوگئی ہو یا بیوی فوت ہوگئی اور کوئی ان کو سنبھالنے والا نہ ہو ایسے موقع پر ان کی مدد کے لئے بیت الکرامہ میں ان کو قیام کی اجازت دی جاتی ہے۔

ان کی خدمت کے لئے کارکن ہر وقت موجود رہتے ہیں دارالضیافت سے ان کے لئے کھانا بھجوایا جاتا ہے۔ درس، خطبات سننے کے لئے وہاں ہی انتظام ہے بال وغیرہ کٹوانے کے لئے باقاعدہ حجام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اسی طرح کپڑوں کی دھلائی کے لئے دھوبی بھی موجود ہے۔ اس عمارت میں فی کمرہ دو احباب کے حساب سے 14 دوستوں کی رہائش کا انتظام موجود ہے۔

کفالت یکصد یتامیٰ

دارالضیافت میں کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے شعبہ ہذا قائم ہے جس کی ابتداء جماعت احمدیہ کے سو سال مکمل ہونے کے موقعہ پر کی گئی جنوری 1991ء سے دفتر ہذا کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کے لئے دوست طوعی طور پر عطیات ادا کر رہے ہیں۔ 400۔احباب باقاعدہ طور پر کفیلان میں شامل ہیں جو ہر ماہ عطیات اس فنڈ کے لئے بھجواتے ہیں۔ گاہے بگاہے عطیہ دینے والوں کی تعداد اس میں شامل نہیں ہے۔

اس وقت زیر کفالت خاندانوں کی تعداد 312 ہے 97 گھرانوں کے 485 بچے اور بچیاں استفادہ کر کے خود کفیل ہو چکے ہیں۔ اس وقت 1100 یتامیٰ کی کفالت بطریق احسن ہو رہی ہے۔

اس کمیٹی میں ممبران کی تعداد 8 ہے جو حضور انور سے منظور شدہ ہیں۔ کارکنان کی تعداد 2 کے علاوہ ایک مربی سلسلہ کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں جو سال میں دو مرتبہ پشاور سے کراچی تک کا تربیتی دورہ کر کے یتیم بچوں سے ملتے اور حالات کا جائزہ لے کر ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور مرکز کو ان کے حالات سے مطلع کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمی منظر

این پی ٹی اور سی ٹی بی ٹی کیا ہے

آج کل امریکہ پاکستان پر دباؤ بڑھا رہا ہے کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دے۔ اور اگر وہ یہ بات مان لے تو اس پر سے پابندیاں ہٹالی جائیں گی۔ اسی طرح بھارت پر بھی دباؤ ڈالا جا رہا ہے لیکن کم۔

اخبارات اور رسائل سی ٹی بی ٹی کا ذکر تو کرتے ہیں لیکن یہ ہے کیا اور اس کی شرائط کیا ہیں۔ اس کے متعلق بہت کم لوگوں کو علم ہے۔

دراصل این پی ٹی اور سی ٹی بی ٹی ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے سلسلے میں ایک کوشش ہے۔

1968ء میں ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ پر پہلا معاہدہ این۔پی۔ٹی۔

(Non Prolifiration Treaty)

سامنے آیا۔ جس کی رو سے آئندہ کسی ملک کے ایٹمی قوت بننے پر پابندی لگادی گئی۔ 25 سال بعد جب یہ معاہدہ ختم ہو رہا تھا۔ تو 1995ء کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اس معاہدے کے ساتھ ایک اور معاہدہ سی۔ٹی۔بی۔ٹی

(Comprehensive Test ban Treaty)

عمل میں لایا جائے۔ اور ہر قسم کے ایٹمی پروگراموں پر مکمل پابندیاں لگادی جائے۔

این۔پی۔ٹی

اس معاہدے کے دس نکات تھے۔

1۔ نیوکلیئر صلاحیت رکھنے والے ممالک کسی طرح بھی نیوکلیئر صلاحیت نہ رکھنے والے دوسرے ممالک کو یہ صلاحیت منتقل نہیں کریں گے۔

2۔ نیوکلیئر صلاحیت نہ رکھنے والے ممالک کسی طرح سے بھی دوسرے ممالک سے جوہری صلاحیت حاصل نہیں کریں گے۔

3۔ نیوکلیئر صلاحیت نہ رکھنے والے ممالک کا انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کو معائنہ کا اختیار حاصل ہوگا۔

4۔ دھماکہ خیز مواد کی منتقلی پر پابندی کے حوالے سے ایسے مواد کو شامل نہیں کیا گیا جو جوہری توانائی پیدا کرنے کے کام آتا ہے۔

5۔ پرامن جوہری تجربات کی اجازت ہے اور اس کے مثبت نتائج کے حوالے سے کسی سے ترجیحی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

6۔ ریجنل ایسوسی ایشن کے پاس کسی بھی علاقے کو فری زون قرار دینے کا اختیار حاصل ہے۔

7۔ اگر کوئی پارٹی معاہدے میں ترمیم کرنا چاہے تو ایک تہائی لوگوں کے دستخط سے اجلاس بلایا جاسکتا ہے۔ معاہدے میں اس صورت میں ترمیم ہو گی جب اکثریت بشمول سٹیٹ اس پر متفق ہو گی۔

8۔ معاہدے پر نظرثانی کے لئے ہر 5 سال بعد کانفرنس ہو گی۔

9۔ ہر وہ ملک جو انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی سیف گارڈ کو قبول کرلے گا وہ اس کا ممبر بن جائے گا۔

10۔ اس معاہدے کے انعقاد کے 25 برس بعد ایک کانفرنس بلائی جائے گی جس میں یہ طے کیا جائے گا کہ اس معاہدے کو وقفے وقفے سے یا غیر معین مدت تک کے لئے نافذ کیا جائے۔ اگر کوئی ریاست اس معاہدے سے پیچھے ہٹنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اسے تین ماہ پہلے اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل اور دوسرے ممالک کو اپنے ارادے سے آگاہ کرنا ہوگا۔

اس معاہدے کے تین بڑے مقاصد تھے۔

اول:۔ نیوکلیئر اسلحہ کے مزید پھیلاؤ کو روکنا۔

دوئم:۔ پرامن مقاصد کے لئے نیوکلیئر پروگرام کی حوصلہ افزائی کرنا۔

سوئم:۔ نیوکلیئر اسلحہ کی دوڑ کو روکنے کی حوصلہ افزائی کرنا۔ تاکہ ہتھیاروں کے پھیلاؤ پر مکمل طور پر پابندی عائد کی جاسکے۔

سی۔ٹی۔بی۔ٹی

سی۔ٹی۔بی۔ٹی پر 24۔ ستمبر 1996ء کو دستخط ہوئے۔ جوہری اسلحہ کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے اس وقت یہ سب سے زیادہ قابل قبول معاہدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت تک اس معاہدے پر 150 سے زائد ممالک دستخط کر چکے ہیں۔ جس میں نیوکلیئر ویپن سٹیٹس امریکہ' برطانیہ' روس' فرانس اور چین شامل ہیں۔ پاکستان۔ بھارت۔ عراق۔ ایران۔ لیبیا اور شام نے ابھی تک اپنے بعض تحفظات کی وجہ سے اس معاہدے پر دستخط نہیں کئے۔

سی۔ٹی۔بی۔ٹی کا معاہدہ جدید مانیٹرنگ سسٹم کے تحت نافذ کیا گیا۔ اس کے تحت دنیا کے کسی حصے میں نیوکلیئر صلاحیت حاصل کرنے والے، ملک کا معائنہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

سی۔ٹی۔بی۔ٹی معاہدے کی یوں تو سترہ شقیں ہیں لیکن زیادہ اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ رکن ممالک کو جوہری ہتھیاروں کی تیاری یا ایٹمی دھماکہ کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

2۔ معاہدے کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے گا اور رکن ممالک کو مشورے اور تعاون کے لئے ایک فورم مہیا کیا جائے گا۔ یہ تنظیم رکن ممالک کی کانفرنس' ایگزیکٹو کونسل اور ٹیکنیکل سیکرٹریٹ پر مشتمل ہو گی۔

3۔ ہر رکن ملک پابند ہے کہ وہ آئینی طریقہ کار کے تحت اس معاہدے کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھائے۔

4۔ کانفرنس کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ کسی رکن ملک کے اختیار کو ختم کر دے۔ کسی ریاست کے خلاف سخت قدم اٹھائے۔ جن میں پابندیاں بھی شامل ہیں۔ یا معاملہ اقوام متحدہ کے سپرد کر دے۔

5۔ ہر رکن ملک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس معاہدے میں ترامیم کر سکے۔ ترامیم کی منظوری کے لئے سادہ اکثریت کی ضرورت ہو گی۔ اس کے علاوہ کوئی ملک ترامیم کے خلاف ووٹ دے تو ترامیم نہیں ہوں گی۔

6۔ دس سال کے بعد ایک کانفرنس بلائی جائے گی تاکہ اس معاہدے کی تمام شقوں کے نفاذ کا جائزہ لیا جاسکے۔

7۔ سی۔ٹی۔بی۔ٹی غیر معینہ مدت کے لئے ہو گا۔ اس کے علاوہ ہر ملک کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ اس معاہدے سے باہر نکل جائے۔

8۔ معاہدے پر دستخط کرنے والا ہر ملک اپنے آئینی طریقہ کار کے مطابق معاہدے کی توثیق کرے گا۔

9۔ معاہدہ اس وقت تک نافذ العمل نہیں ہو گا جب تک پانچ جوہری ممالک (امریکہ' روس' برطانیہ' فرانس اور چین) کے علاوہ بھارت اسرائیل اور پاکستان سمیت 44 ممالک اس پر دستخط اور اس کی توثیق نہ کر دیں۔

10۔ معاہدے کی شقیں تحفظات کے تحت نہیں ہوں گی۔

اس معاہدے کی متذکرہ بالا شق نمبر 9 کے مطابق یہ معاہدہ اس وقت تک نافذ العمل نہیں ہو سکتا جب تک پانچ جوہری ممالک کے علاوہ پاکستان بھارت اور اسرائیل کے علاوہ 36 ممالک اس کی توثیق نہ کر دیں۔ لیکن اب جبکہ بھارت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ سی۔ٹی۔بی۔ٹی پر دستخط نہیں کرے گا تو کم از کم آئندہ چند برسوں کے دوران یہ معاہدہ کیسے نافذ العمل ہوتا ہے یہ وقت ہی بتائے گا۔ البتہ اگر بھارت کو مجبور کیا جاسکے تو بلاشبہ پھر اس کے نفاذ میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔

(ماخوذ ہفت روزہ 'زندگی' یکم اگست 98ء)

کھیل کھلاڑی

غلام مصطفےٰ تبسم صاحب

عالمی کھیلوں کے متعلق دلچسپ معلومات

آرتھرٹن زخمی ہوگئے ہک کو ان کی جگہ کھلایا جائے گا

انگلینڈ کرکٹ ٹیم کے کھلاڑی مائیک آرتھرٹن جو کہ نیوزی لینڈ کے خلاف میچ کے دوران زخمی ہوگئے تھے اب وہ اس قابل نہیں کہ مزید کھیل سکیں اس لئے انگلینڈ کرکٹ بورڈ نے انکی جگہ بیٹسمین گراہم ہک کو بھیجا ہے۔ گراہم ہک کی عمر 33 سال ہے اور اب تک 48 ٹیسٹ میچوں میں 2601 سکور کر چکے ہیں۔

★......★......★......★

13ویں ایشین گیمز پاکستانی ریفری کی نامزدگی

ایشین گیمز کے سلسلے میں ہونے والے سکواش ٹورنامنٹ کے لئے ایشین سکواش فیڈریشن نے پاکستان کے انٹرنیشنل ریفری جمشید گل کو ٹورنامنٹ ریفری کے فرائض انجام دینے کے لئے نامزد کیا ہے۔ 6۔ دسمبر کو بنکاک میں شروع ہونے والی و ایشین گیمز میں سکواش کو پہلی مرتبہ شامل کیا گیا ہے۔

★......★......★......★

کپل دیو۔ گالف میں حصہ

بھارتی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان اور ممتاز فاسٹ باؤلر کپل دیو پہلی مرتبہ انٹرنیشنل گالف ٹورنامنٹ ایشین بی جے اے ٹور میں حصہ لیں گے۔ کپل دیو 1994ء میں کرکٹ سے ریٹائر ہوئے اور 1997ء میں انہوں نے گالف کھیلنا شروع کر دی۔ کپل دیو کرکٹ میں 131 ٹیسٹ میچوں میں 434 وکٹوں کا ریکارڈ بھی رکھتے ہیں۔

★......★......★......★

برطانوی کوہ پیما کا انتقال

برطانوی کوہ پیماہ جانہن جنہوں نے 1953ء میں پہلی مرتبہ ماؤنٹ ایورسٹ سر کرنے والی ٹیم کی قیادت کی تھی۔ 88 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔

★......★......★......★

کھیلنا اچانک چھوڑیں گی

جرمنی کی 29 سالہ سپر سٹار ٹینس کھلاڑی سٹیفی گراف نے کہا ہے کہ میں بورس بیکر کی طرح اپنا کیریئر خراب نہیں کروں گی اگر مجھے پتہ چلے کہ میں ٹینس نہیں کھیل سکتی تو اچانک چھوڑ دوں گی لیکن نچلے نمبر پر آنا پسند نہیں کروں گی۔

★......★......★......★

آسٹریلین امیچور باکسنگ لیگ نیشنل چیمپئن شپ میں گیارہ سالہ باکسر لڑکی حصہ لے گی

آسٹریلیا میں ہونے والے انڈر 18 مقابلوں میں آسٹریلین امیچور باکسنگ لیگ نیشنل چیمپئن شپ میں ایک گیارہ سالہ لڑکی حصہ لے گی۔ جبکہ مقامی ڈاکٹروں نے اس لڑکی کے مقابلوں میں حصہ لینے پر پابندی کا مطالبہ کیا ہے۔ دوسری جانب کھیلوں کے شائقین اس نوعمر باکسر لڑکی کے مقابلوں میں شرکت کے منتظر ہیں۔

خون کا عطیہ دیکر دکھی انسانیت کی خدمت کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

پیر 30- نومبر 1998ء

1-50 رات- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ نمبر13-
2-30 رات- درس القرآن نمبر 16- 18-1-98
3-45 رات- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- انٹرویو-
4-20 رات- چینی زبان سیکھئے-
5-45 صبح- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ حصہ 13-
6-25 صبح- لقاء مع العرب-
7-25 صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن امریکہ- حضرت صاحب کے ساتھ مجلس سوال و جواب-
8-10 صبح- اردو کلاس-
9-20 صبح- چینی زبان سیکھئے-
9-50 صبح- حضرت صاحب کے ساتھ ملاقات-
11-50 دوپہر- چلڈرنز کارنر- ورک شاپ حصہ سوئم-
12-30 دوپہر- درس القرآن نمبر16-
1-55 دوپہر- لقاء مع العرب-
2-55 دوپہر- اردو کلاس-
4-05 شام- احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس- پاکستان سے-
5-35 رات- نارویجین زبان سیکھئے-
8-00 رات- ہومیو پیتھی کلاس-
9-10 رات- لقاء مع العرب-
11-30 رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منگل یکم- دسمبر 1998ء

1-40 رات- چلڈرنز کلاس سبق نمبر123-
2-10 رات- کوئز- روحانی خزائن-
3-00 رات- ہومیو پیتھی کلاس-
4-10 رات- نارویجین زبان سیکھئے-
5-45 صبح- چلڈرنز کلاس- نمبر133-
6-15 صبح- لقاء مع العرب-
7-15 صبح- احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس- از پاکستان-
8-15 صبح- اردو کلاس-
9-15 صبح- نارویجین زبان سیکھئے-
9-50 صبح- ہومیو پیتھی کلاس-
11-45 دوپہر- چلڈرنز کلاس- سبق نمبر 123-
12-15 دوپہر- پشتو آئٹم- خطبہ جمعہ 30-5-97
1-20 دوپہر- کوئز- روحانی خزائن-
2-10 دوپہر- لقاء مع العرب-
3-10 سہ پہر- اردو کلاس-
4-15 شام- طبی پروگرام- ہماری خوراک-
4-45 شام- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی-
5-30 رات- فرنچ زبان سیکھئے-
8-05 رات- ترجمۃ القرآن کلاس- 1-12-98
9-10 رات- لقاء مع العرب-
11-20 رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بدھ 2- دسمبر 1998ء

1-40 رات- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس حصہ40-
1-55 رات- چلڈرنز کارنر- متفرق پرگرام- وقف نو-
2-20 رات- ہماری کائنات- نمبر150-
2-55 رات- ترجمۃ القرآن کلاس-
3-55 رات- فرنچ زبان سیکھئے-
4-25 رات- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- ایک نواحمدی کے ساتھ انٹرویو-
5-45 صبح- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس-
6-05 صبح- لقاء مع العرب-
7-10 صبح- طبی پروگرام- ہماری خوراک-
7-35 صبح- چلڈرنز کارنر- متفرق پروگرام-
8-00 صبح- اردو کلاس-
9-10 صبح- فرنچ زبان سیکھئے-
9-50 صبح- ترجمۃ القرآن کلاس-
11-45 دوپہر- چلڈرنز کارنر- قرآن کلاس-
12-05 دوپہر- سواحیلی پروگرام- گفتگو-
12-50 دوپہر- ہماری کائنات-
1-15 دوپہر- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- انٹرویو-
1-55 دوپہر- لقاء مع العرب-
3-00 سہ پہر- اردو کلاس-
4-10 شام- احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- درثمین-
5-30 رات- جرمن زبان سیکھئے-
8-10 رات- ترجمۃ القرآن کلاس- 2-12-98
9-15 رات- لقاء مع العرب-
11-15 رات- اردو کلاس-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد جمیل صاحب مرحوم دارالعلوم غربی ربوہ کی آنکھ کا آپریشن فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوا ہے- موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے-

○ مکرم حفیظ احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ دعوت الی اللہ کو گذشتہ دنوں ایک حادثہ میں چوٹیں آئی تھیں- وہ آج کل فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں- طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے ان کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 2

فرمایا:- یہاں جا کے نظم کا آدھا حصہ ختم ہو جاتا ہے- اس کے بعد اسی سہارے کے مضمون میں آصفہ کا بھی ذکر شروع کیا ہے-

؎ کانٹوں نے بہت یاد کیا ان کو خزاں میں
جو گل کبھی زندہ تھے بہاروں کے سہارے

؎ کیا انکا بھروسہ ہے جو دیتے تھے بھروسے
لو- مر گئے جیتے تھے جو پیاروں کے سہارے

ابّا جان ان کو بھروسہ دیا کرتے تھے- مگر کچھ نہیں بن سکا-

فرمایا- یہاں لوگوں کو چونکہ پتہ نہیں تفصیل کا- جب پڑھتے ہیں تو کچھ نہیں سمجھ آتی کہ کیا بات ہے-

آدھا حصہ اپنی امی کے متعلق ہے-

پھر آصفہ کو میں سہارا دیا کرتا تھا- مجھے ماں کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑی...... جس طرح سہارا ملا کرتا ہے مجھے وہ نہیں ملا- نہ بیوی کے سہارے کی ضرورت پڑی- مجھے اللہ نے شروع سے آزاد بنایا تھا تو آصفہ کو سہارے میں ہی دیتا تھا- تو اس کی آخری دنوں کی باتیں آخری وقت کی- کہ مجھے چھوڑ کے نہ جاؤ (حضور نے گلوگیر آواز میں بات کو آگے بڑھایا) طبیبوں کے دلاسے کام نہیں آئے- وہ کہتی تھی شاید آپ کے سہارے میں سنبھل جاؤں- طبیبوں کی باتوں سے تو میں نہیں سنبھل سکتی- تو یہ ساری باتیں وہ ہیں جو بالکل صحیح ہیں- ان شعروں کا ایک ایک لفظ سچا ہے اس میں کوئی بھی اپنی طرف سے بناوٹ نہیں کی ہوئی-

اس طرز کا رونا ہے لفظ گویا کہ آنسو اپنی کہانی خود بیان کرتے ہیں- یوں لگتا ہے جیسے لفظ ان کے دھاروں میں بہہ رہے ہوں- پھر آواز کمزور ہو گئی تھی رفتہ رفتہ- آنسوؤں میں بھیگی ہوئی آواز بجھتی جیسے پانی میں آگ بجھتی ہے اسی طرح آواز بجھ جاتی ہے- الفاظ مٹ جاتے تھے جس طرح پانی سے الفاظ مٹ جاتے ہیں- پھر اظہار اشاروں سے کرنا- یہ ساری باتیں اس نظم میں ان کے متعلق آ گئی ہیں- (آصفہ کے متعلق)

یہ یاد رکھ لینا کہ دو حصوں میں ہے- ایک حصہ امی کے متعلق ہے- اور کچھ حصہ آصفہ کے متعلق ہے-

اس میں آتا ہے عورتیں میرے پاس آتی تھیں جس طرح امّی کی دفعہ آتی تھیں- وہ اور طرح سے آتی تھیں پہلے وہ کہتی تھیں کہ وہ ہمارا سہارا تھیں- یہ عورتیں آ کے کہتی تھیں آپ کے اور ہمارے دمیان آصفہ ہوا کرتی تھیں- وہ ہمارے درمیان وسیلہ بنتی تھیں-

اس کے بعد جرمن بچیوں نے یہ نظم پڑھ کر سنائی-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 3

اور ہماری خطائیں معاف کرواتی ہیں-

اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ قربانی کے فلسفہ سے بے خبر ہیں اور ان کے نزدیک عید صرف خوبصورت اور رنگا رنگ کپڑے پہننے' زینت کرنے اور اچھے اچھے کھانے پکانے کا نام ہے اور نماز کو وہ ایسے ادا کرتے ہیں گویا کہ مرغی دانے پر چونچ مارتی ہے- اس جہالت اور دین سے بے اعتنائی برتنے پر آپ نے نہایت افسوس کا اظہار فرمایا-

آپ نے فرمایا کہ آپ کے ذریعہ سے خدا نے اپنی جلالی اور جمالی صفات دکھلانا چاہی ہیں- صفت جلال کے ذریعہ سے آپ کا کام لوگوں میں شرک کی بدی دور کرنا اور غلط عقائد ختم کرنا ہے جبکہ صفت جمال سے توحید کی نیکی پھیلانا اور حق کے دشمنوں اور فاسدوں کو ختم کرنا ہے اور یہ کام تلوار یا تیر سے نہیں بلکہ آسمانی ہتھیاروں سے ہو گا-

آپ نے اپنے آنے کا ایک اور مقصد یہ بیان فرمایا کہ میں لوگوں کو سونے چاندی کے مال دینے کی بجائے روحانی خزائن بخشنے آیا ہوں-

اس کے بعد آپ نے زمانے کے لوگوں کو مسیح موعود کے آنے کی مبارک دی اور نیکی کی طرف دعوت فرمائی نیز زمانے کے حالات اور وہ پیشگوئیاں بیان فرمائیں جو ایک مامور کے آنے کی متقاضی تھیں اور آپ کے حق میں پوری ہوئیں- وہ یہ ہیں-

1- سورج' چاند گرہن کی پیشگوئی-
2- پیشگوئی کے موافق بعض آدمیوں کی وفات اور قتل-
3- ذوالسنین ستارے کا نکلنا-
4- طاعون کا پھوٹنا-
5- حج سے روکا جانا-
6- سونے کی کان پر قوموں کی آپس میں لڑائی-
7- صلیب کا بلند ہونا-
8- دین کا غائب ہونا-
9- فسق و فجور اور شراب' ناچ گانے کی طرف رغبت ہونا-
10- پرہیز گاروں کی نسبت بدکاروں کی کثرت-

غرض ملک میں بدی کا سیلاب ہے اور ملک فاسد ہو گیا ہے-

خطبہ کے آخر پر حضرت مسیح موعود نے عقلمندوں اور عابدوں کو نصیحت فرمائی کہ بری صحبت کو چھوڑ دو اور خدا کی خاطر مر جاؤ تا ہمیشہ کے لئے زندہ کیے جاؤ- خدا کی راہ سے اندھوں کا ہم سے کچھ تعلق نہیں اور ہم انہیں سلام کے ساتھ رخصت کرتے ہیں اور اگر وہ اپنی بد حرکات سے توبہ نہ کریں گے تو انہیں جلد ہی ان کے بد انجام سے متعلق خبر مل جائے گی-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 26- نومبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 11 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 25 درجے سنٹی گریڈ
27- نومبر- غروب آفتاب 5-07
28- نومبر- طلوع فجر 5-19
28- نومبر- طلوع آفتاب 6-48

عالمی خبریں

چار صوبوں میں الیکشن

بھارت کے چار صوبوں میں الیکشن مکمل ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق بی جے پی کو شکست کا سامنا ہے۔ دہلی' میزورام' راجستھان اور مدھیہ پردیش میں قائم ایک لاکھ پولنگ سٹیشنوں پر 8 کروڑ 30 لاکھ ووٹروں کے ووٹ ڈالنے کے لئے انتظامات کئے گئے تھے۔ ان انتخابات میں شکست کے باوجود واجپائی حکومت ختم نہیں ہو گی۔ تاہم کانگرس کی صدر سونیا گاندھی متبادل وزیر اعظم کے طور پر سامنے آ گئی ہیں۔

شمالی کوریا پر حملہ ہو سکتا ہے

جنوبی کوریا کے حکام نے خبردار کیا ہے کہ اگر ایٹمی کام جاری رہا تو امریکہ شمالی کوریا پر حملہ کر سکتا ہے۔ امریکہ نے مطالبہ کیا ہے کہ شمالی کوریا اپنے زیر زمین کمپلیکس کے معائنے کی اجازت دے۔

اسلحہ انسپکٹروں کے مطالبے کی حمایت

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اسلحہ انسپکٹروں کے مطالبے کی حمایت کر دی ہے۔ تاہم عراق کی طرف سے مطلوبہ دستاویزات کی فراہمی سے انکار پر کسی اقدام کا فیصلہ نہیں کیا۔ عراق نے سخت موقف اختیار کر لیا ہے اور رچرڈ بٹلر کو بحران کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ چین اور روس دونوں نے تازہ بحران میں امریکہ کے حملے کی حمایت نہیں کی۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ مطلوبہ دستاویزات کی فراہمی اور متعلقہ مقامات اور افراد تک رسائی کے بغیر انسپکٹر اپنا کام مکمل نہیں کر سکتے۔

برطانیہ کا نیا آئینی پیکیج

ملکہ برطانیہ نے ایوان بالا (ہاؤس آف لارڈز) کے اختیارات ختم کرنے کا آئینی بل پیش کر دیا ہے۔ بلیئر حکومت کا کہنا ہے کہ برطانوی بادشاہت کے سب سے بڑے ستون دارالامراء میں موروثی ارکان سے ووٹ کا حق بھی واپس لے لیا جائے گا۔ دونوں ایوانوں میں سرد جنگ آخری مرحلے میں داخل ہو گئی۔ 750 موروثی ارکان حکومت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ گذشتہ سال اس ایوان نے 39 بل مسترد کر دیئے تھے۔

ایران روس ایٹمی تعاون

ایران اور روس کے درمیان ایٹمی تعاون کے ایک معاہدے پر دستخط ہو گئے ہیں۔ امریکہ ایران کے ساتھ کسی بھی ملک کے ایٹمی تعاون کا مخالف ہے۔

طالبان کی بمباری

طالبان کے طیاروں نے احمد شاہ مسعود کے ٹھکانوں پر زبردست بمباری کی۔ سالانگ سرنگ کے علاقے پر بھی بمباری کی گئی۔ اپوزیشن نے دعویٰ کیا ہے کہ سرنگ کا علاقہ ہمارے پاس ہے۔

ملکی خبریں

ساڑھے پانچ ارب ڈالر منظور

آخر کار آئی ایم ایف نے ساڑھے پانچ ارب ڈالر پاکستان کو دینا منظور کر کے حالیہ بحران میں حکومت پاکستان کو سرخرو کر دیا ہے۔ پاکستانی حکام کے آئی ایم ایف سے مذاکرات کامیاب رہے۔ ورلڈ بنک اور ایشیائی ترقیاتی بنک سمیت دیگر اداروں نے بھی امداد بحال کر دی۔ ساڑھے تین ارب ڈالر کا قرضہ ری شیڈول کرنے پر بھی اتفاق ہو گیا۔

ساڑھے پانچ کھرب بڑے لوگ کھا گئے

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے گذشتہ روز کنونشن سنٹر اسلام آباد میں سمیڈا کے قیام کے موقع پر کہا کہ ساڑھے پانچ کھرب روپے کے قرضے بڑے لوگ کھا گئے بڑے لوگوں کے قرضے ادا نہ کرنے کی شرح 40 فیصد سے زیادہ ہے۔ جبکہ چھوٹے لوگوں میں قرضہ کی واپسی کی شرح 90 فی صد ہے۔

اڑھائی کھرب قرضہ سکیم

وزیر اعظم نواز شریف نے چھوٹے لوگوں کو کاروبار شروع کرنے کے لئے اڑھائی کھرب روپے قرضہ دینے کی ایک زبردست سکیم کا اعلان کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک ادارہ بنایا گیا ہے جس کا نام سمیڈا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ اس سے چھوٹے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد ملے گی۔

حیدر آباد میں بم دھماکے

جئے سندھ کی اپیل پر حیدر آباد میں مکمل اور دوسرے شہروں میں جزوی ہڑتال ہوئی۔ حیدر آباد میں بموں سے دو حملے ہوئے ایک شخص ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ دستی بم دو موٹر سائیکل سواروں نے ایک کمرشل سنٹر اور دکانوں پر مارے کئی دکانیں تباہ اور بازار بند ہو گئے۔ ہوائی فائرنگ ہوئی ایک ہسپتال پر پتھراؤ کیا گیا۔ پہلا دھماکہ مصروف علاقے ٹاور مارکیٹ کے قریب ہوا تھوڑی دیر کے بعد فردوس سینما روڈ پر رحمانیہ ڈیری میں ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ہسپتالوں میں ایمرجنسی لگا دی گئی۔

گواہ مکر گئے

محترمہ بینظیر بھٹو کے خلاف گولڈ کیس میں گواہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہم اپنے افسروں کے خوف سے گواہی دینے آئے ہیں۔ ایک گواہ نے کہا کہ میں احتساب سیل کا مہمان ہوں فاضل جج نے سوال کیا کہ روٹی پانی کا انتظام تو ٹھیک ہے؟ گواہ نے کہا جی ہاں ٹھیک ہے۔ گواہ نے کہا بال بچے دار ہوں نوکری بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ گواہوں نے کہا کہ ہم نے سیف الرحمان کے خوف میں گواہی دی۔

موٹروے کی پہلی سالگرہ

26- نومبر کو موٹر وے کی پہلی سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ سیال موڑ پر نئے انٹرچینج کا افتتاح ہو رہا ہے۔

پولیس مقابلے 6 ڈاکو ہلاک

سرائے عالمگیر پولیس نے علی پور روڈ پر ہونے والے دو پولیس مقابلوں میں 6 ڈاکو ہلاک کر دیئے۔ رینالہ خورد میں دیہاتیوں نے دو ڈاکو مار دیئے۔

فوج بدنام نہ ہو

بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ارکان اسمبلی کو فوجی عدالتوں سے سزا دلوانا غلط ہو گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ فوج بدنام ہو۔ فوجی عدالتوں سے ملک کو نقصان ہو گا۔ قوم تقسیم ہو گی۔ وزیر اعظم فوج کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال اور عدلیہ کی اتھارٹی کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ قومی موومنٹ سے اتحاد قبل از وقت ہے۔

جماعت اسلامی پر الزامات

سندھ مسلم لیگ کے صدر اور وفاقی وزیر تعلیم سید غوث علی شاہ نے کہا کہ دہشت گردی کو جماعت اسلامی نے جنم دیا انہیں سلاخوں کے پیچھے لائیں گے۔ ایم کیو ایم کو وجود میں لانے کی ذمہ داری جماعت اسلامی پر ہے۔ اس نے بلدیاتی اداروں اور اسمبلیوں میں آ کر نفرتوں کے سوا کچھ نہ دیا۔ یہ پارٹی اپنے منشور کے مطابق عمل کرتی تو ایم کیو ایم قائم نہ ہوتی اور نہ ہی تعصبات پیدا ہوتے۔ تعلیمی اداروں میں کلاشنکوف کلچر بھی جماعت اسلامی نے متعارف کروایا۔

بلدیاتی ترمیمی بل منظور

پنجاب اسمبلی نے اپوزیشن کے اعتراضات مسترد کرتے ہوئے بلدیاتی آرڈیننس کا ترمیمی بل منظور کر لیا۔ اپوزیشن کے سعید احمد منیس نے کہا کہ اسے غیر قانونی طور پر پاس کیا جا رہا ہے۔

حملہ آوروں کی تصاویر اتار لیں

کولمبیا کے جن ماہرین کی بکتر بند گاڑی پر دہشت گردوں نے حملہ کیا تھا' ماہرین نے ان حملہ آوروں کی تصاویر اتار لیں۔

خواتین یونیورسٹی کی وائس چانسلر

ڈاکٹر نجمہ نجم کو خواتین یونیورسٹی کی پہلی وائس چانسلر مقرر کر دیا گیا ہے۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اطلاقی نفسیات کی چیئرپرسن ہیں۔

بچے کی شکایت باپ سے

پیپلز پارٹی کے چیئرپرسن بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بچے کی شرارتوں کی شکایت اس کے باپ سے ہی کی جاتی ہے اس لئے پیپلز پارٹی کے ارکان نے صدر کلنٹن کو موجودہ حکومت کے خلاف خط لکھا ہے۔

حکیم سعید قتل کیس

حکیم سعید قتل کیس میں ہمدرد فاؤنڈیشن کے صدر فیاض انصاری کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

کوٹھی برائے فروخت
دارالعلوم شرقی ربوہ 16/41 ڈبل سٹوری- 4 بیڈروم-2 ٹی وی لاؤنج-4 باتھ روم-ڈرائنگ ڈائننگ-2 سٹور- گیراج- بجلی- سوئی گیس کی سہولت موجود ہے- رابطہ فون نمبر 213256

• وولٹیج سٹیبلائزر • فریج • گیزر
• واشنگ مشین • ائیر کولر • ائیر کنڈیشنر
• کوکنگ رینج • مائیکرو ویو اوون
فخر الیکٹرونکس
1- لنک میکلوڈ روڈ جدھا مل بلڈنگ لاہور
7223347-7239347-7354873

احمد کیٹرنگ سروس
ٹینٹ اینڈ فوڈ سپلائرز' پارٹی ڈیکوریٹر
• ہر قسم کی تقریبات کیلئے پکی پکائی دیگیں دستیاب ہیں۔
(خواتین کیلئے باپردہ سروس کی سہولت)
343 فیروز پور روڈ لاہور نزد بہار ...
853453
5863738, 0342-7558315

ڈول کاٹن سلک • پردہ کلاتھ
• صوفہ کلاتھ • ملبوسات عروسی کی نایاب ورائٹی • شادی بیاہ کی مکمل ورائٹی ہول سیل نرخوں پر دستیاب ہے
(پردہ کلاتھ سلائی مفت)
نیز وکی رضائیاں
ناصر نایاب کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ ربوہ